**AL-AASAR Journal**
**Quarterly Research Journal**
**www. al-aasar.com**

**Vol. 2, No. 4 (2025)**
**Online ISSN: 3006-693X**
**Print ISSN: 3006-6921**

# اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ میں مباحثِ نبوت کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

# *An Analytical Exploration of Prophetic Discussions in Ithbāt al-Nubuwwah fī Taḥqīq al-Nubuwwah*

***Dr. Sadia Begum***
*PhD Seerah Studies, Visiting Lecturer (Department of Seerah &Islamic History) IIU Islamabad*
*sadia.begum.vt8442@iiu.edu.pk*
***Tahira Jaben***
*PhD Scholar, Department of Seerah &Islamic History) IIU Islamabad*
*tabajabeen1@gmail.com*

***Abstract***

*This paper offers a thorough analytical examination of the concept of Prophethood as articulated in classical Islamic theology, focusing specifically on the influential treatise Asbāt al-Nubuwwah. Prophethood holds a pivotal role in Islam, acting as the essential link between the Divine and humankind. The study delves into how Islamic scholars, particularly in Asbāt al-Nubuwwah, have explained the necessity, reality, and evidences of Prophethood by employing rational arguments, theological insights, spiritual considerations, and historical contexts.The research initiates with a detailed exploration of the fundamental nature and definition of Prophethood, making clear distinctions between its investigation (taḥqīq) and its affirmation (ithbāt). It critically assesses the intellectual methods used by traditional scholars to demonstrate why divine revelation is indispensable and surpasses the limits of human reason. Key themes discussed include the inherent constraints of human intellect, the ethical and social need for prophetic guidance, the societal impact of prophets, and the miraculous signs that authenticate their mission, all examined against contemporary intellectual challenges. Additionally, the paper reviews the standards by which genuine Prophethood is established—such as miraculous phenomena, exemplary moral character, truthfulness, and divine sanction—and addresses common philosophical and orientalist critiques.By placing Asbāt al-Nubuwwah within the wider tradition of Islamic thought, this research underscores that affirming Prophethood is not merely a matter of faith but also a reasoned and ethical obligation. Ultimately, the paper argues that a comprehensive approach—combining verification and conceptual understanding—provides a robust framework for defending this foundational Islamic doctrine in today's intellectual.*

**Keywords:** *Seerah Studies, Shaykh Ahmed Sirhandi, Asbāt al-Nubuwwah,*

## تعارف موضوع

اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو سب سے آخری پیغمبر بنا کر مبعوث فرماتے ہوئے آپ کو بے شمار عظمتوں اور رفعتوں سے نوازا ہے جس طرح اللہ تعالی کی حمد و ثنا کبریائی اور عظمت کی کوئی حد نہیں ہے اس طرح مخلوقات خداوندی میں حضور ﷺ کے کمالات اوصاف وخصائل عظمت و رفعت کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا تذکرہ ایک مقبول عبادت ہے اور اللہ تعالی کی سنت ہے اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب کی جس طرح مدح سرائی فرمادی ہے اس کے بعد تعریف محمد رسول اللہ ﷺ کی حدود ختم ہو جاتی ہیں اور کسی انسان کے بس میں ہی نہیں کہ وہ مدحت مصطفی ﷺ کا احاطہ کر

سکے۔ لیکن چونکہ یہ ایک عبادت ہے اور بحثیت امتی ہر مسلمان صاحب علم و دانش اسے اپنے لئے باعث برکت و مغفرت سمجھتا ہے اس لیے ہر دور کے اہل علم و دانش اس موضوع پر قلم فرسائی کرتے رہے اور امت کو ایک راہ دکھاتے ہوئے ذخیرہ سیرت بھی جمع فرماتے گئے۔ دنیا میں جتنے موضوعات پر قلم اٹھایا جاتا ہے ان میں توحید کے بعد رسالت ہی کا موضوع عظیم تر ہے لہذا رسالت میں سے بھی رسالت محمدی ﷺ پر قلم فرسائی نہ صرف باعث عظمت ہے بلکہ باعث برکت و مغفرت بھی ہے اسلام کے آنے کے بعد نہ صرف یہ کہ لوگوں کے عقائد و افکار بدل گئے بلکہ ہر انداز فکر کا رخ بھی تبدیل ہو گیا بگڑے اور بھٹکے ہوئے افکار کو درست فکر اور سنجیدہ مسلم اور حقیقت پسند موضوعات میسر آگئے۔ سوچ کے زاویہ تبدیل ہو گئے ادب اور ادیب دونوں کی روایت بدل گئی شاعر اور شعر کی فصاحت اور بلاغت کے انداز و امت پر گامزن ہو گئے قلم اور لکھاری کو ایسے موضوعات دستیاب ہوئے جن سے دنیا اور آخرت کی کامیابی کی یقینی ضمانت ملنے کی بشارت مل گئی لہذا بعد از اسلام سب سے زیادہ جس موضوع پر قلم اٹھائے گئے وہ حضور کی ذات بابرکت ہے۔ حضور کی سیرت خصائل اور مناقب پر جب بھی جس نے لکھا اس کے بے شمار مشترکہ اور منفرد مقاصد اور محرکات بھی تھے۔ جن کا تذکرہ ہر سیرت نگار اپنی تصنیف کے آغاز میں کر دیتا ہے جتنے بھی سیرت پر لکھنے والے مصنفین ہیں ان کی تصانیف پر مقاصد اور محرکات کے پیش نظر افکار کا غلبہ نظر آتا ہے ہر سیرت نگار کے مقاصد و محرکات الگ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے علوم سیرت میں موضوعات کا تنوع پیدا ہوا اور یوں یہ موضوع پھیلتے پھیلتے ایک بحر بیکراں بن گیا اور اس کی شاخیں وسیع تر ہو گئیں۔ کتنے ہی سیرت کا مطالعہ رکھنے والے اس موضوع کی گہرائی سے بخوبی واقف ہیں ہر سیرت نگار نے اپنے زمانے میں پیش آمدہ مسائل اور موضوعات کا حل سیرت کی روشنی میں نکال کر امت کے لئے پیش کر دیا ہے جس سے ہم ہر دور کے سیرت نگاری کے انداز سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس دور کے حالات و خیالات سے بھی آگاہی حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اور آج کے دور میں ہم اگاہی حاصل کر سکتے ہیں کہ علوم سیرت اس سے قبل کن موضوعات مسائل اور فتن سے سابقہ پڑا ہے اور اس دور کے محققین اور آئمہ نے کیسے ان مسائل کو حل اور فتنوں کو بے نقاب کیا ہے۔

جس طرح نزول قرآن کے دور میں نبوت کے متعلق مشرکین کے شکوک و شبہات بے شمار تھے اور قرآن نے ان کا شافی وافی جواب مختلف مقامات پر تفصیل سے دیا ہے اسی طرح بعد کے ادوار میں ایسے لوگ اس سوچ کے ساتھ رونما ہوئے جنہوں نے وہی رسالت اور معجزات نبوت کا بہت شدت سے انکار کیا۔ اور آئمہ مجتہدین اور اہل علم نے قرآن و سنت اور عقل اور علم کلام و علوم فلسفہ کی روشنی میں ان کے جوابات دے کر حق ادا کیا اور امت مسلمہ کا علمی میدان میں دفاع کر کے فتنوں سے بچائے رکھا اس سلسلے میں علماء امت نے دلائل النبوۃ کے نام اور عنوان سے بہت سی قیمتی کتب تصنیف فرمائیں مثلا

1۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم الاصبہانی
2۔ دلائل النبوۃ للفریابي
3۔ دلائل النبوۃ لامام بہیقی
4۔ مدارج النبوۃ لشیخ عبدالحق محدث الدھلوی
5۔ اور شیخ مجدد الف ثانی کار سالہ اثبات النبوۃ

رسالہ اثبات النبوۃ شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کی عربی تصنیف ہے جسے انہوں نے اپنے دور کے متکلمین اور فلاسفہ کے رد میں لکھا ہے جو نبوت اور علامات نبوت مثلا معجزات کا انکار عقلی بنیادوں پر کرتے ہیں اور یہ موقف رکھتے ہیں کہ نبوت اور وحی اور معجزات یہ سب چیزیں عقل میں

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آنے والی نہیں ہے چنانچہ اس مقالہ میں ہم شیخ احمد سرہندی صاحب کے رسالہ اثبات النبوۃ کی ابحاث کا ایک مختصر خاکہ اور جائزہ پیش کر دیں گے جس سے حضرت شیخ کا موقف اور دلائل اور ابحاث نبوت کو جاننا اور سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ مقالہ ھذا دو مباحث پر مشتمل ہے جن میں پہلی مبحث شیخ احمد سرہندی کے مختصر تعارف جبکہ دوسری مبحث رسالہ اثبات النبوۃ کی ابحاث پر مشتمل ہے۔

**بحث اول: شیخ احمد سرہندی کا مختصر تعارف**

**نام ونسب:**

امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی ابن شیخ عبدالاحد کا شجرہ نسب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔[1]

آپ کے والد شیخ عبدالاحد بلند پایہ عالم دین اور عظیم المرتبت صوفی تھے، حضرت شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ (متوفی ۹۸۳ھ) سے سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ میں خلافت حاصل کی۔[2]

**تاریخ ولادت:**

امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی ۹۷۱ھ کو (بتاریخ ۱۴ شوال) سرہند میں پیدا ہوئے۔[3]

**تحصیل علم:**

الشیخ احمد سرہندی نے بیشتر علوم اپنے والد گرامی سے حاصل کیے۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا کمال کشمیری، حضرت مولانا یعقوب کشمیری اور قاضی بہلول بدخشی علیہم الرحمہ سے بھی علم حاصل کیا۔[4]

۱۰۰۸ھ میں زیارت حرمین کے لیے جا رہے تھے کہ راستے میں دہلی رُکے، وہاں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے آپ کو اپنے پاس روک لیا چنانچہ آپ نے تین ماہ وہاں رہ کر وہ کچھ حاصل کیا جسے اور لوگ برسوں کے بعد بھی حاصل نہیں کر سکے تھے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ آپ کو اپنی مراد سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں: "جب فقیر کے شیخ طریقت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ نے فقیر کو ہندوستان جانے کا حکم دیا تو خود کو اس سفر کے لائق نہ دیکھتے ہوئے فقیر نے کچھ پس وپیش کیا۔ خواجہ موصوف نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک شاخ پہ طوطا بیٹھا ہے۔ دل میں یہ خیال آیا، اگر یہ طوطا شاخ سے اُڑ کر ہاتھ پر آبیٹھے تو اس سفر میں کچھ سہولت ہو جائے، معاًوہ طوطا اُڑ کر فقیر کے ہاتھ پر آبیٹھا۔ فقیر نے اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس نے فقیر کے منہ میں شکر ڈالی، اس خواب کی تعبیر خواجہ موصوف نے یہ فرمائی کہ طوطا ہندوستانی پرندہ ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک ایسا عزیز وابستہ ہوگا جس سے عالم منور ہوگا اور تم بھی اس سے مستفیض ہوگے"۔[5]

---

[1] شاہ ابوالحسن زید فاروقی، مقامات خیر، ناشر: ابوالفضل محمد فاروقی، معاون: جامعہ ہمدرد دہلی، سن اشاعت: 1972، صفحہ 33

[2] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات، ناشر: منشی نول کشور سیٹم پریس، لاہور؛ مقام اشاعت: لاہور، پاکستان؛ صفحہ 143

[3] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات صفحہ 190

[4] خواجہ احمد حسین خان قادری، جواہر مجددیہ، ناشر: ادارہ مسعودیہ کراچی، صفحہ 23

[5] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات: صفحہ 190

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

**علم و فضل:**

حضرت مجد دالف ثانی قدس سرہ علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے۔ حافظ قرآن تھے، اسرار قرآنی پر زبر دست عبور حاصل تھا، حروف مقطعات سے واقف تھے، فہم متشابہات سے مالا مال تھے۔[6] علم حدیث میں بہت بلند مقام حاصل تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مجھے طبقۂ محدثین میں شامل کر لیا گیا ہو۔[7] مسائل فقہ میں پورے طور پر مستحضر تھے اور اصول فقہ میں بھی بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے۔[8] علم کلام میں تو مجتہد تھے۔ آپ نے "شاہق الجبل" جیسے مسائل اپنے بصیرت افروز اجتہاد سے حل فرمائے اور بھی اجتہادات کلامیہ، مکتوبات شریفہ کے صفحات میں بکھرے پڑے ہیں۔ آپ کے خلیفہ حضرت علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے ارادہ بھی کیا کہ آپ کے اجتہادات کو اکٹھا کیا جائے۔[9]

آپ کو علم سے خصوصی لگاؤ تھا۔ طلب علم کو صوفیانہ مجاہدات پر ترجیح دیتے تھے۔ مولانا بدر الدین سے فرمایا کرتے: سبق لاؤ اور پڑھو۔ جاہل صوفی تو شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔[10] آپ نے خود علم کی تلاش میں دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ آگرے میں فیضی و ابو الفضل جیسے علما آپ کے علم و فضل کا لوہا مانتے تھے۔ علامہ ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے ایک واقعہ لکھا ہے:

"ایک دن حضرت مجد دی ابوالفیض کے گھر آئے۔ وہ غیر منقوط تفسیر لکھنے میں مصروف تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو خوش ہوا اور کہا آپ خوب تشریف لائے۔ تفسیر میں ایک مقام آیا کہ اس کی تفسیر و تاویل غیر منقوطہ الفاظ کے ذریعے مشکل ہوگئی۔ میں نے بہت دماغ سوزی کی لیکن دل پسند عبارت دستیاب نہیں ہوئی۔ حضرت مجد دنے گو کہ بے نقطہ عبارت کی مشق نہیں کی تھی لیکن کمال بلاغت کے ساتھ مطالب کثیرہ پر مشتمل ایک صفحہ لکھ دیا، جس سے وہ حیرت میں پڑ گیا۔"[11]

**تصانیف:**

امام ربانی مجد د الف ثانی کی علمی و فکری خدمات کا جائزہ لیا جائے تو بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، متکلم، ماہر تعلیم، مبلغ، مصنف نظر آئیں گے، یہ جائزہ اس حقیقت کو بھی آشکار کرتا ہے کہ جملہ علوم وفنون پر آپ کی نظر کس قدر گہری تھی۔

**علم تفسیر:** حضرت مجد د الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکمل قرآن کریم کی تفسیر نہیں لکھی، لیکن مکاتب ورسائل میں قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تفسیر بیان فرمائی، مفسر بالاثر اور مفسر بالرائے کی حیثیت سے آپ نے مابعد کے مفسرین کو بہت متاثر کیا۔

---

[6] علامہ بدر الدین سرھندی، حضرات القدس، ترتیب وترجمہ، محمد اشرف نقشبندی، ناشر: مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ(68/2)

[7] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات: صفحہ 130

[8] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات: صفحہ

[9] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات صفحہ 355

[10] علامہ بدر الدین سرھندی، حضرات القدس: صفحہ 97

[11] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات، صفحہ 164

**علم حدیث:** حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک عظیم محدث بھی ہیں، شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے کتب و احادیث پڑھیں، علم حدیث میں آپ کی مہارت تامہ کا اندازہ آپ کی کتب و رسائل اور مکتوبات سے لگایا جا سکتا ہے، مکتوبات میں کم و بیش تین سو احادیث کے حوالے بعض مقامات پر نہایت عمدہ تشریح کے ساتھ ملتے ہیں، متن حدیث میں ایک رسالہ اربعین یعنی چالیس منتخب احادیث کا مجموعہ آپ کی تالیف ہے جو کہ عام طور پر ملتا ہے۔ مکتوبات و دیگر رسائل میں آپ نے بعض مقامات پر اصول حدیث کے فنی مباحث جیسے صحیح، حسن، خبر واحد، خبر متواتر، اور راویوں وغیرہ کے جرح وغیرہ کے حوالے سے بھی گفتگو فرمائی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث اور اصول حدیث پر آپ کو کس قدر مہارت تامہ حاصل تھی۔[12]

**علم فقہ:** اس کے علاوہ آپ کو فقہ، اصول فقہ پر بھی زبردست مہارت حاصل تھی، آپ کو فقہ سے گہری دلچسپی تھی، آپ فقہی کتب کا نہ صرف خود مطالعہ کرتے بلکہ اپنے مریدین کو بھی مطالعہ کا حکم دیتے، علم فقہ کے مقابلے میں بعض دیگر علوم کو ہیچ سمجھتے، ایک مکتوب میں اپنی خواہش ظاہر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: "علماء اور طلبہ علوم کے گرد بیٹھے ہوں، اور تلویح کے مقدمات اربعہ کی کسی طالب سے تکرار کر رہے ہو، نیز ہدایہ کی تکرار بھی شروع کر رکھی ہو، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حنفی المسلک تھے، اس لیے اپنی تصانیف میں جابجا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں توصیفی کلمات لکھے ہیں، آپ دلیل تفصیلی کی معرفت کے بعد ہی فتویٰ لکھتے، آپ کا فقہی سرمایہ اگرچہ قلیل ہے لیکن اس میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں، کسی مسئلہ میں بحث کرتے ہوئے اگر کتاب اللہ سے استنباط ممکن ہو تو اسے نظر انداز نہ کرتے، کتاب اللہ سے دلائل بیان کرتے ہوئے کبھی کبھی اصولی اور تفصیلی ابحاث بھی فرماتے، پھر کتب احادیث سے دلائل پیش کرتے، آپ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کے اعتبار سے فتویٰ دیتے، اور حنفی مسلک کی تائید و حمایت میں دلائل فراہم فرماتے، آپ فرماتے "ہم مجتہدین کے تابع ہیں جو کچھ وہ فرمائیں وہی کرو، اور ہم بھی وہی کرتے ہیں جس کام سے منع کرتے ہیں وہ نہیں کرتے ہیں۔[13]

**آپ کی چند تصانیف کے نام:**

آپ نے بے شمار کتابیں اور مکتوبات و رسائل تحریر فرمائے، جن میں سے چند مشہور کتابوں کے نام یہ ہیں:

(۱) اثبات النبوۃ

(۲) رد روافض

(۳) رسالہ تہلیلیہ

(۴) شرح رباعیات

(۵) معارف لدنیہ

(۶) مبداء و معاد

---

[12] محمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات، صفحہ 180

[13] علامہ بدر الدین سرھندی، حضرات القدس: صفحہ: 99

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(۷)مکاشفات عینیہ وغیرہ۔

**وصال:**

آپ کا وصال بروز پیر ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ، مطابق جنوری ۱۶۲۵ء کو ہوا۔ آپ کا مزار سرہند (انڈیا) میں ہے۔[14]

**بحث ثانی: رسالہ اثبات النبوۃ کی ابحاث**

**رسالہ اثبات النبوۃ کا پس منظر:**

اس رسالہ کے لکھنے کی وجوہات حضرت شیخ خود بیان کرتے ہیں کہ ان کے زمانے کے ایک جابر حکمران (اکبر) کی بے دینی اور گمراہی کی بنا پر جو فتنے پیدا ہوئے ان میں سے ایک اصل عقیدہ نبوت کا انکار تھا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کا نام لینا اور رکھنا گائے کا ذبح کرنا مساجد اور مقابر پر پابندی اسلام اور اسلامی شعائر کا بطلان مذاہب باطلہ کی ترویج کفار ہند کے احکام کو سنسکرت اور فارسی میں منتقل کرنا تا کہ اسلام کے سارے آثار مٹ جائیں اور اسلامی عقائد کو مشکوک بنانے کا عمل اتنا وسیع ہو گیا کہ خود اس شک کے معالج اس مرض میں مبتلا ہو گئے[15]، حضرت شیخ فرماتے ہیں جب مخلوق کی ہلاکت قریب ہو گئی تو میں نے لوگوں کے قریب ہو کر ان کے شبہات دریافت کر کے ان کے عقائد کو قریب کر ان کے عقائد کو کریدا اور ان کے ضعف اعتقاد اور فتور ایمان کی وجہ، عہد نبوت سے دوری علوم فلسفہ میں مشغولیت اور حکمائے ہند کی کتابوں کے سوا کوئی سبب نہ پایا۔[16] گویا حضرت شیخ گمراہی اور لادینی شعور کی ترویج اور ضعف ایمانی کی بنیاد تین چیزوں کو سمجھے۔

1۔ عہد نبوت سے دوری

2۔ علوم فلسفہ میں استغراق

3۔ حکمائے ہند کی کتب جو کہ گمراہ عقائد پر مبنی تھیں۔

حضرت شیخ فرماتے ہیں جن بعض لوگوں سے میں نے مناظرہ کیا وہ نبوت کے مقاصد بتاتے ہیں کہ اگر نبوت ہے بھی تو مقصد صرف عوام کو نزاع اور اختلاف سے محفوظ رکھنا تہذیب اور اخلاق سے متعلق ہے قلبی اعمال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس بات کے رد میں حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ

**( فقلت ان الحكمة الاذيلة والعناية الالهية اقتفت بعثة الانبياء عليهم السلام لتكميل النفوس البشرية ومعالجة الأمراض القلبية وهو لا تيسر الا بان يكونوا متذرين للعاصي و مبشرين للبطيخ مخبرين عن عذاب و ثواب آخرو مبين[17]) "**

---

[14] علامہ بدر الدین سرھندی، حضرات القدس: صفحہ: 105 / احمد ھاشم بن محمد قاسم، زبدۃ المقامات: صفحہ 188

[15] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ، ترجمہ: حافظ عبید اللہ طاھری، ادارہ مجددیہ کراچی، صفحہ 06

[16] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 07

[17] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 07

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"میں کہتا ہوں اللہ تعالی کی حکمت عدلیہ اور عنایت الہیہ بعثت کا تقاضہ کرتی ہے تا کہ انسانی نفوس کی تکمیل اور ولی امراض کا علاج ہوں اور یہ تبھی ممکن ہے کہ وہ انہیں نافرمانوں کو ڈرانے اور فرمانبرداروں کو خوشخبری سنانے والے ہوں اور اخروی عذاب و ثواب کی خبر دینے والے ہوں۔"

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ نبوت کے دور میں بہت عرصہ گزر چکا کیسے معلوم ہو کہ حضور ﷺ نبی تھے؟ اس کے جواب میں شیخ فرماتے ہیں کہ جس طرح جالینوس کی طب پر اس کی کتب طب سبویہ نحوی کی نحو اس کے نحوی ہونے کی دلیل ہے۔ اور ہم ایک طویل دور کے گزرنے کے باوجود دونوں کو طبیب اور نحوی تسلیم کرتے ہیں محض ان کی کتب اور ان کے اقوال سے بالکل اسی طرح نبوت کے معنی جان لینے کے بعد قرآن اور احادیث پر غور کرو تو تمہیں نبوت کے بابت علم ضروری حاصل ہو جائے گا کہ آپ نبوت کے اعلی درجہ پر فائز تھے اور زمانہ کی دوری کا آپ کی نبوت میں کوئی دخل نہیں ہے اس لیے کہ آپ کے اقوال و افعال و اعمال صالحہ اور عقائد حقہ قوت علمیہ اور عملیہ میں نفوس بشریہ کی تکمیل کی خبر دیتے ہیں۔ یہی نبوت کے معنی ہیں۔[18] ان شبہات اور وجوہات کی بنا پر حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ

(فالفت رسالة وحررت مقالة فی اثبات مطلب اصل النبوة ثم فی تحققها و ثبوتها لخاتم الرسل وفی رد شبه المنكرين النافين لها وفي ذم الفلسفة وبيان الغرر الحاصل من ممارسة علومهم ومطالعة وكتبهم بدلائل و براهين[19]) "

میں نے اس رسالے کی تالیف اصل نبوت کو ثابت، حضور ﷺ کے قوانین نبوت کے احقاق اور اثبات، اور منکرین کے رد، فلاسفہ کی مذمت کو دلائل اور براہین کی روشنی میں رد کرنے کے لیے یہ اقدام اٹھایا۔"

## تفصیل بحث اول:

رسالہ اثبات النبوۃ میں ایک مقدمہ ہے جس کی دو بحثیں ہیں اور دو مقالے ہیں۔ مقدمہ کی پہلی بحث نبوت کے معنی کی تحقیق میں ہے حضرت شیخ متکلمین کے نزدیک نبوت کی تعریف کرتے ہیں اور پھر فلاسفہ اس تعریف پر جو مزید شرائط لگاتے ہیں ان کا ذکر اور رد کر کے بحث کا اختتام کرتے ہیں۔

## نبی کی تعریف متکلمین اسلام کے نزدیک :

"ارسلنك إلى قوم كذا وكذا، أو الى كافة الناس، كبعثتك اليهم ونبهم "[20]

"ہم نے تم کو فلاں قوم کی طرف بھیجا یا تمام لوگوں کی طرف بھیجا یا تم ان کو میری طرف سے پہنچا دو یا اس قسم کے الفاظ ہوں۔"

تم جان لو کہ متکلمین کے نزدیک نبی وہ ہے جس سے اللہ تعالی نے فرمایا ہو کہ ہم نے تم کو فلاں قوم کی طرف بھیجا یا تمام لوگوں کی طرف بھیجا یا تم ان کو میری طرف سے پہنچا دو یا اس قسم کے الفاظ ہوں جو اس کا معنی کا فائدہ دیتے ہوں مثلاً یہ کہ میں نے تم کو ان لوگوں کی طرف بھیجا اور ان کو خبر دے دو۔

[18] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 12

[19] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 12

[20] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 14

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس معاملے میں نبی کے ذاتی کمالات کا کوئی عمل دخل نہیں جیسے کہ حکماء نے کہا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت سے خاص بنا دے یا فرمایا اللہ زیادہ جانتے ہیں کہ رسالت کسے عطا کرنی ہے اور اس پر قادر اور بااختیار بھی ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم نہ کیا جائے کہ متکلمین تو نبی کے لیے معجزہ کی بھی شرط لگاتے ہیں بلکہ متکلمین کے نزدیک معجزہ نبی ہونے کے علم کی دلیل ہے نہ کہ نبوت کی دلیل ہے۔(یعنی معجزہ نبی کو یہ معلومات فراہم کرتا ہے کہ یہ معجزہ ظاہر ہی اس لیے ہوا ہے کہ وہ نبی تھے یہ نہیں کہ اس معجزہ کی بناپر وہ نبی بنے ہیں)۔ علم نبوت کے لئے معجزہ شرط ہے نبوت کے لئے نہیں۔[21]

**فلاسفہ کے نزدیک نبوت کی شرائط:**

شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں کہ فلاسفہ کے نزدیک نبوت کی تین شرائط ہیں۔

1۔ماضی حال اور مستقبل کے غیوبات کی نبی کو اطلاع ہو۔

2۔خوارق عادت کام کا ظہور ہو۔

3۔ملائکہ کو صورت محسوسہ میں دیکھے اور ان سے کلام کرے۔[22]

**پہلی شرط کا خلاصہ اور جواب:**

پہلی شرط کا حضرت شیخ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس بات میں ہم اور فلاسفہ متفق ہیں کہ نبی پر واجب نہیں کی وہ تمام مغیبات سے واقف ہو، اور بعض مغیبات سے واقف ہونا نبی کا امتیاز نہیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ لکھتے ہیں کے شاید ان کی مراد یہ ہو کہ اکثر مغیبات سے واقف ہوں جس کا علم عادتا نہ ہوتا ہو اور خارق عادت ہو تو یہ بات عادتا اور عرفا معروف ہے اور ایک دوبار کی غیبی خبر جو اس حد تک نہ ہو کہ حد اعجاز کو پہنچے خارق عادت نہیں کہلاتی۔ (نبی کی اخبار مغیبات کثرت اور حد اعجاز کو پہنچنے والی ہوتی ہیں)۔[23]

**دوسری شرط کا خلاصہ اور جواب:**

کہ خوارق عادت کام کا ظاہر ہونا، جس طرح نفس کا جسم پر اثر ہوتا ہے اسی طرح نبی بھی عناصر عالم پر موثر ہوں کہ وہ جب چاہے طوفان برپا کرے شہروں کو تباہ کرے زلزلے لائے اور پھر یہ کہ یہ خارق عادت اور امور عجیب یہ نبی کے ساتھ بھی خاص نہیں ہیں تو پھر نبی اور غیر نبی میں کیسے امتیاز ہو گا؟

جواب یہ دیا ہے کہ موثر ہر شے میں اول تو اللہ ہی کی ذات ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ دوسرا یہ کہ کسی اور سے فلاسفہ بھی خارق عادت کاموں کے حد اعجاز تک پہنچنے کے قائل نہیں تو فرق ظاہر ہے کہ نبی خارق عادت کاموں میں حد اعجاز تک پہنچے گا اور یہی اس کا امتیاز ہے۔[24]

---

[21] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 14

[22] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 14

[23] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 15-14

[24] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 15

**تیسری شرط کاخلاصہ اور جواب**

کہ نبی فرشتوں کو دیکھے اور ان سے کلام کرے یہ ممکن نہیں وجہ یہ ہے اسکے نزدیک یا تو ایسے نفوس جو یا تو ذات مجردہ ہیں اور اجرام افلاک کے ساتھ متعلق ہیں اس وجہ سے انہیں ملائکہ سماویہ کہتے ہیں۔ یاذاتا و فعلا عقول مجردہ ہیں اور انہیں ملاء اعلی کہا جاتا ہے اور ان کا کوئی کلام نہیں سنا جائیگا۔

جواباعرض کرتے ہیں کہ شاید فلاسفہ مجردات کے نظر آنے اور کلام کرنے کو اس وقت ناممکن قرار دیتے ہیں جب وہ کسی جسم کے ساتھ نہ ہوا گر وہ کسی جسم کے ساتھ متعلق ہو تو پھر ان سے کلام بھی کیا جا سکتا ہے اور دیکھا بھی جا سکتا ہے کیونکہ یہ جائز ہے کہ وہ صورتوں میں مشتمل ہوں اور جسموں کے ساتھ ظاہر ہوں۔[25]

**بحث ثانی معجزہ کے بیان میں:**

جتنے اہل سیر نے نبوت کے اثبات کے لئے دلائل نبوت پر کلام کیا ہے انہوں نے معجزات کو نبوت کے اثبات کے لئے بطور دلیل بیان کیا ہے کہ معجزہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے چنانچہ ڈاکٹر محمود احمد غازی اس حوالے سے رقمطراز ہیں۔

> "موضوعات سیرت میں سے ایک اہم موضوع دلائل النبوہ ہے یہ دراصل علم کلام کا موضوع ہے لیکن اس کا سیرت سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے یہ موضوع کلام اور سیرت دونوں کی سرحد پر واقع ہے ان میں سے کچھ حصہ کلامیات کا ہے اور کچھ حصہ سیرت کا ہے دلائل نبوت میں معجزات کا بیان بھی تفصیل سے کیا جاتا ہے کچھ حضرات نے جب سیرت پر کتابیں لکھیں تو دلائل نبوت پر الگ ابواب بنائے ان ابواب میں معجزات اور معجزات کے بہت سارے پہلوؤں کا ذکر کیا جن سے معجزہ کی مزید وضاحت ہوتی ہے اور معجزات نبوی کی مزید تائید ہوتی ہے پھر اس موضوع میں بتدریج بعض کلامی اور علمی مباحث شامل ہوتے گئے مثلا معجزہ کیا ہے؟ نبوت کیا ہے؟ وحی کیا ہے؟ وحی اور دوسرے ذرائع علم میں فرق کیا ہے؟ یہ وہ بخشش ہیں جو دلائل نبوت کہلاتی ہیں۔ "
> ([26]

مذکورہ بالا اقتباس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اثبات نبوت کے لئے معجزہ پر بحث کرنا ضروری ہے چنانچہ حضرت شیخ نے بھی اثبات نبوت کے تذکرے میں دوسری بحث معجزہ کی تعریف شرائط اور لوازم کے بارے میں قائم کی ہے۔

حضرت شیخ معجزہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

**(المعجزة وهي عندنا عبارة عما قصد به اظهار صدق من ادعى انه رسول الله[27])**

**شرائط معجزہ:**

معجزہ سے اس شخص کی سچائی کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے جس کا یہ دعوہ ہو کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

---

[25] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 16

[26] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضراتِ سیرت، **ناشر :** الفیصل ناشران، لاہور، اشاعت کا سال 2007 :ء،، صفحہ 45

[27] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 16

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس ضمن میں حضرت شیخ نے معجزہ کی تقریباسات شرائط کابیان کیاہے۔

1۔ اللہ تعالی کافعل ہو

2۔ خارق عادت یعنی معمول کے خلاف ہو۔ اگر معمول کے مطابق ہو مثلا سورج کا روزانہ طلوع ہونا اور بہار میں پھولوں کا کھلنا تو یہ معجزہ نہیں ہے۔

3۔ اس کا مقابلہ دشوار ہو اس لیے کہ حقیقت معجزہ کی وجہ اعجاز یہی ہے۔

4۔ مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو تاکہ یہ واضح ہو کہ یہ اس کی تصدیق ہے۔

5۔ مدعی کے دعوی کے موافق ہو یعنی جس بات کا دعوی کیا وہی ظاہر ہو مثلا اس نے دعوی کیا کہ میں مردے کو زندہ کرتا ہوں اور اس کے بجائے پہاڑ نے کلام کر دکھایا تو یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہے گویا اللہ نے اس کی تصدیق نہیں کی۔

6۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ جو معجزہ ظاہر کیا وہ اس کی تکذیب نہ کرے مدعی نے کہا کہ میرا معجزہ ہے کہ یہ گوہ گفتگو کرے گی اور اس نے بول کر کہا کہ یہ جھوٹا ہے تو اس سے صدق کی بجائے کذب کی تائید میں اور اضافہ ہو گا اس لئے کہ مکذب ہی خارق عادت تھا۔

7۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ وہ معجزہ سے قبل از دعوی نہ ہو اس لیے کہ دعوی سے پہلے تصدیق عقل میں نہیں آتی۔ اور اگر معجزہ دعوی سے متاخر ہو تو تاخیر کم ہو یا زیادہ وہ مدعی کی نبوت کی دلیل ہو گا۔[28]

**ارباص:**

اور اگر خارق عادت کام قبل از دعویٰ نبوت ہو مثل عیسی کا کلام، حضرت مریم پر تر کھجوروں کا گرنا شق صدر حضور ﷺ اور دل مبارک کا دھلنا تو یہ معجزات نہیں بلکہ کرامات ہی ہیں اور یہاں انہیں ارباص کا نام دیا جاتا ہے جو کہ نبوت کی بنیاد کے طور پر ثابت ہوتے ہیں۔[29]

**معجزہ کی مدعی نبوت کے صدق پر دلالت کی نوعیت**

حضرت شیخ سید سند شریف کی شرح مواقف کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ معجزہ کی تصدیق مدعی نبوت کی دلالت سمعی نہیں بلکہ دلالت عادیہ ہے۔[30]

**لوازم معجزۃ:**

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ

**(ان التصريح با التحدی وطلب المعارضة وان لم يكن شرطا للمعجزة عند الجمهور عند الكل وبدونه لا تصير معجزة[31])**

[28] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 17-16

[29] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 17

[30] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 17

[31] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 18

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فرماتے ہیں تحدی اور طلب معارضہ ومقابلہ اگر چہ جمہور کے نزدیک معجزہ کے لیے شرط نہیں ہے لیکن قرائن کے احوال سے جو بات ثابت ہوتی ہے اس کی روشنی میں تحدی ان چیزوں میں سے ہے جو سب کے نزدیک معجزہ تصور نہیں ہو گا۔"

پس ایسی چیزیں جن کا ظاہر ہونا یقینی ہو مثلا قرب قیامت تمام چیزوں کا تباہ ہونا تو یہ معجزہ نہیں ہے کیونکہ یہ تحدی نہیں ہے۔

**کرامت اور معجزہ میں فرق:**

ایک فرق لطیف جو کہ عام تصور سے ہٹ کر حضرت شیخ نے ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے فرماتے ہیں:

" (وكذالك الكرامات الظاهرة على أهدى الأولياء ليست معجزات لعدم مقارنتها الدعوى والتحدى[32])

اسی طرح کرامات جو اولیاء کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہیں وہ بھی معجزہ نہیں ہیں کیونکہ یہاں بھی دعوی نبوت اور تحدی نہیں پائی جاتی ۔"

**کیا جھوٹے شخص کے ہاتھ معجزہ کا ظہور ممکن ہے:**

معجزہ سے نبی کی نبوت کی دلالت عادیہ کے ذریعے تصدیق ہوتی ہے اللہ تعالی کی ایک سنت جاریہ ہے کہ معجزہ کے ظہور کے بعد صدق کا علم پیدا کر دیتا ہے کیونکہ جھوٹے کے ہاتھ پر معجزہ کا ظہور اگر چہ عقلا ممکن ہے لیکن عادتا اس کی نفی ہوتی ہے۔ معتزلہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جھوٹے کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور اللہ کی قدرت میں ہے لیکن اس کا وقوع اس کی حکمت کے خلاف ہے اس لئے کہ اس سے جھوٹے کے بچے ہونے کا وہم پیدا ہو گا چنانچہ اس کا صادر ہونا دیگر قبائح کی طرح ممنوع ہے۔[33]

حضرت شیخ فرماتے ہیں:

(قال الشيخ وبعض اصحابنا ان خلق المعجزة على يد الكاذب غير مقدورة في نفسه لان المعجزة دلالته على الصدق قطعا بحيث يمتنع التخلف عنها فلا بدلها من وجه دلالة اذ به يتميز الدليل الصحيح[34])"

شیخ اور ہمارے پاس اصحاب نے کہا کہ جھوٹے کے ہاتھ پر معجزہ کا پیدا کرنا فی نفسہ قدرت میں داخل نہیں اس لئے کہ معجزہ صدق پر قطعا دلالت کرتا ہے اس طور پر کہ صدق کا تخلف ممتنع ہے۔ چنانچہ اس کی دلالت من وجہ ضروری ہے کیونکہ اس کی وجہ سے صحیح دلیل فاسد سے ممتاز ہوتی ہے۔"

**کیا خارق عادت کا ظہور مطلقا ممکن ہے:**

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ہم خرق عادت کام صرف معجزہ اور کرامت کے موقع پر ہی جائز سمجھتے ہیں نہ کہ مطلقا اگر اس کو مطلقا تسلیم کر لیا جائے تو یہ امور عادیہ کی طرح ہو کر غیر اہم ہو جائے گا۔

---

[32] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 21

[33] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 21

[34] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 22-21

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ:

( فا الحق في هذا المقام ما اتلو عليك انا انما جوزنا خرق العاده خاصة في حق النبي اعجازا وفي حق الولی کرامة مع كونه سفسطه لحصوله في كل عصر و محققه في كل زمان حتى صاد عادة مستعمر لا يمكن وارتفاع استبعاده[35]) "

**سحر اور معجزہ میں فرق:**

حضرت شیخ نے اس بحث کے آخر میں جادو اور معجزہ میں بہت اہم فرق واضح کر دیے ہیں جن سے بہت سارے اشتباہ کا خاتمہ ہوتا ہے آپ نے تین بنیادی فرق لکھے ہیں۔

1۔ جادو اسباب کی ترتیب پر مسببات کا حصول ہے۔

2۔ یہ خوراق میں سے نہیں ہے بلکہ یہ محض وہم اور تخیل ہے۔

3۔ یہ ایسی چیز کو حقیقت کے روپ میں دکھاتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔[36]

**مقالہ اولی:**

مقالہ اولی دو مسالک پر مبنی ہے۔

**مسلک اول: بعثت اور حقیقت نبوت کی ضرورت کا بیان**

حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق میں جوہر اول کو سادہ اور خالی پیدا کیا ہے کہ اسے عوالم کی بالکل خبر نہیں ہوتی اور عوالم رب العالمین کی تعداد کثیر ہے۔ اور ان عوالم کی خبر اودراک سے ہوتی ہے اور ادراکات صرف اس لئے عطا کئے گئے تاکہ عوالم کو جان سکیں یہ عالم سے ہماری مراد موجودات ہیں۔ حواس خمسہ کے اپنے ادراکات ہیں مثلاً لمس سے ٹھنڈا گرم خشکی اور تری کا ادراک ہوتا ہے جبکہ دوسری قوت دیگر خواص کے ادراکات کے علوم سے بے خبر اور قاصر ہے۔ کہ لمس کی قوت رنگ اور آوازوں اور ذائقہ کا ادراک نہیں کر سکتی محسوسات سے آگے بڑھنے پر انسان کو عقل عطا کر دی جاتی ہے جس سے ممکنات متخیلات کا اوراک کر لیتا ہے۔ لیکن عقل کی بھی ایک حد دوسرے جو اس کی طرح متعین ہے جس طرح عقل کے مدرکات کا حصول حس تمیز کی طاقت اوراک سے باہر ہے اور حس تمیز اس کا انکار کرے گی بالکل اسی طرح جن بعض عقلائے نبوت کے متعلق مدرکات کا انکار کیا اور انہیں عقل سے ماوراجانا ہے وہ ایسی جہالت پر مبنی ہے جس پر حس تمیز نے حس عقل کا انکار کیا تھا۔[37]

**عقلی استدلال:**

---

35 شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 23

36 شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 23

37 شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 24-23

فرماتے ہیں جس طرح ایک اندھا شخص رنگوں کو صرف لوگوں کے تسامع اور تواتر سے ہی پہچانتا ہے اگر ابتدا میں ہی اسے بتادیا جائے تو وہ انکار کر دے گا اور اقرار نہیں کرے گا۔[38] ایسے ہی ایک اور مثال بیان کرتے ہیں اگر کسی کو یوں کہا جائے کہ ایک آدمی جو اچانک بے ہوش ہو جاتا ہے اور اس کے حواس کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں (یعنی وہ سو جاتا ہے) اور حواس کے کام چھوڑنے کے بعد وہ غیب کا ادراک کر لیتا ہے (یعنی خواب دیکھتا ہے) باوجود یہ کہ اس کے حواس اور ان کی قوتیں زائل ہو چکی ہوتی ہیں لیکن اس کے ادراکات کو تعبیر کی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے سننے والا فوراً انکار کر دے گا کہ جو شخص حواس کی قوتوں کی موجودگی میں مغیبات کا ادراک نہیں کر سکتا وہ ان کی طاقت زائل ہونے کے بعد ان مغیبات کا ادراک کیسے کر سکتا ہے ؟ عقل اس کو درست گردانتی ہے جبکہ وجود اور مشاہدہ اس کا اقرار اور تصدیق کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جس طرح معقولات کے ادراک سے جو اس عاجز ہیں اسی طرح نبوت سے مراد وہ درجہ کہ ان کے روشنی میں جو غیوب اور علوم ظاہر ہوتے ہیں عقل ان کا ادراک نہیں کر سکتی۔[39]

( وكما ان العقل طور من الطوار الآدمى تحصيل فيه عين يبصر بها انواعا من المعقولات والحواس معزولة عنها كذالك النبوة عبارة عن طور تحصيل فيه عين لها نوريظهر في تورها الغيب وامورلايدركها العقل) [40]

عقل اس کو درست گردانتی ہے جبکہ وجود اور مشاہدہ اس کا اقرار اور تصدیق کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جس طرح معقولات کے ادراک سے حواس عاجز ہیں اسی طرح نبوت سے مراد وہ درجہ کہ ان کے روشنی میں جو غیوب اور علوم ظاہر ہوتے ہیں عقل ان کا ادراک نہیں کر سکتی۔"

نبوت کے خواص میں ایک اہم اثاثہ یہی ہے کہ وہ ان چیزوں کا ادراک کرتی ہے جو عقل کے مدرکات کی جنس سے خارج ہوتے ہیں۔

**فلاسفہ کے نزدیک نبوت اور بعثت کے فوائد اور محاسن:**

امام غزالی کی کتاب **المنقذ من الضلال** سے استدلال کرتے ہوئے بعثت کے فوائد اور حسنات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبوت کے فوائد اور محاسن میں درج ذیل امور ہیں۔

1 ۔ عقل سے ماورا امور میں عقل کو تقویت دینا مثلاً وجود باری تعالی اور اس کی قدرت کا علم

2۔ حکم نبی سے استفادہ کرنا سیکھا جیسے کلام رؤیت الٰہی اور معاد جسمانی، رسولوں کے آنے پر حجت قائم ہونا، ملک خدا میں اس کے اجازت کے بغیر تصرف کا خوف، افعال کا حسن اور قبح معلوم کرنا

3۔ غذاؤں اور دواؤں کے منافع، مغفرت اور ان کا علم جن کا حصول بہت مشکل ہے ادوار واطوار تجربے کا محتاج ہوتا ہے۔

[38] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 24

[39] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 25

[40] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 25

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

4۔ یہ کہ انسان مدنی الطبع اور تعاون باہمی کا محتاج پیدا ہوا ہے۔ لہذا ایسی شریعت کی ضرورت ہے جو شارع مقرر کرے جس کی روشنی میں انسان اپنے معاملات سیاسیات اخلاقیات حاجات اور نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں کی تذھیب حاصل کرے چنانچہ یہی چیزیں نبوت کی ضرورت اور بعثت کے مقاصد کو واضح کرتی ہیں۔[41]

**منکرین بعثت کے اعتراضات اور جوابات:**

اس بحث میں حضرت شیخ نے منکرین بعثت کے چند اعتراضات کا بہت عمدہ پیرائے میں جواب دیا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔

**اول:**

مبعوث ہونے والے کو اس بات کا علم کیسے ہوا کہ صاحب وحی اللہ تعالی کی طرف سے ہے کہ یہ القاء کسی جن کی طرف سے ہو جن کے وجود پر تمہارا اجماع ہے؟

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی وحی اور القاء پر پیغمبر کے لئے دلیل قائم کر دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے مزید لکھتے ہیں کہ

**(بان يظهر الله تعالى آيات و معجزات يتعاصر عنها جميع المخلوقات وتكون مفيدة له ذالك العلم او يخلق علما ضروريا فيه بأنه المرسل[42])**

اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ ایسے آیات اور معجزات ظاہر کرتا ہے جس سے تمام مخلوقات عاجز رہتے ہیں۔ اور یہ اس کے لیے اس علم کا فائدہ دیتا ہے یا اس میں اس کا علم ضروری پیدا کر دیتا ہے کہ بھیجنے والا اور کہنے والا وہی ہے۔

**دوم :**

دوسرے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر وحی کا القاء کرنے والا جسمانی ہے تو نظر بھی آنا چاہیے؟ اگر روحانی ہے تو القاء بالتکلم محال ہے۔؟

اس سوال کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی جسمانی عدم رؤیت پر بھی قادر ہے کہ وہ جسم کسی کو نظر نہ آئے اور اگر القاء کرنے والا جسم لطیف ہے تو اس کی عدم رویت معتاد ہے۔ لہذا جسم کثیف کی عدم رؤیت غیر معتاد ہے نہ جسم لطیف کی۔ اور اگر القاء کرنے والا اگر روحانی ہو تو اس سے اس صورت میں تو تکلم محال نہیں اور جب وہ مثالی صورت میں ظاہر ہو اور اسے کلام کیا جاتا ہے۔[43]

**سوم:**

اس اعتراض کا لب لباب یہ ہے کہ چونکہ بعثت تکلیف سے خالی نہیں لہذا یہ کئی وجوہ کی بنا پر ممتنع ہے؟ وجہ اول یہ ہے کہ یہ جبر کو ظاہر کرتی ہے؟

وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ عمل کے لئے انسان کی قدرت اگرچہ غیر موثر ہے لیکن عمل کے ساتھ انسان کا تعلق کسی ہے جو کہ اس کے اختیار میں ہے۔

وجہ دوم یہ ہے کہ فعل کے ترک پر مشقت اور عذاب بندے کو نقصان دیتا ہے جو کہ قبیح ہے۔

---

[41] امام الغزالی، المنقذ من الضلال"، تحقیق: جمال الدین القاسمی، ص-118–124، مطبوعہ دار الفکر: صفحہ 124–118 و شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 26

[42] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 27

[43] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 28

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ تکلیف پر مشقتیں ہیں لیکن تکلیف پر منفعتیں غالب ہیں۔

"**وترك الخير الكثير لاجل الشر القليل مما لا يجوز**[44]"

اور خیر کثیر کو شر قلیل پر ترجیح ہوتی ہے اور خیر کثیر کا ترک جائز نہیں ہے۔"

وجہ سوم کا خلاصہ یہ ہے کہ تکلیف بغیر غرض کے عبث ہے؟ اور غرض سے اللہ تعالی پاک ہے؟ اور یہ کہ اگر تکلیف بندوں سے متعلق ہو مقصد ضرر ہو تو بالاجماع ممنوع ہے اور اگر مقصد تکلیف میں نفع ہو اور تکلیف پر عمل نہ کرنے کی صورت میں یہ نتیجہ لگتا ہے کہ انسان کو اپنی ذات کے لیے نفع نہ اٹھانے پر عذاب دیا جارہا ہے؟

مذکورہ تین وجوہات کے جوابات کا خلاصہ یہ ہے کہ تکلیف بالغرض ہے اور اللہ تعالی فرض سے منزہ ہے اور یہ تکلیف بندوں سے ہی متعلق ہے کیونکہ اس کی دنیاوی اور اخروی منفعتیں بے شمار ہیں لہذا خیر کثیر کا ترک جائز نہیں۔

لکھتے ہیں کہ:

**(واما عقابه ابدا فليس لانه لم يحصل المنفعة بل لانه كم يتمثل امر مولاه و سيده ولى ذالك اهانة)**[45]

باقی منفعت کے عدم حصول پر سزا نہیں دی ہے بلکہ آقا خالق ومالک کے حکم عدولی اور عدم پیروی پر سزادی گئی ہے اور عدم پیروی اہانت خداوندی ہے۔

**بعثت اور شریعت کی حکمت:**

اس بحث میں اولا حضرت شیخ نے عقلی استدلال کے ذریعے بعثت اور شریعت کی حکمت واضح کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو ایسا پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت میں بھی خود کفیل نہیں غذا لباس کپڑے اور سوئی اور دیگر ضروریات زندگی میں انسان ایک دوسرے کے محتاج ہیں ہر انسان دوسرے کے لئے کام کریں مثلا ایک کپڑے پہنے تو دوسرا سوئی بنائے یہی مطلب ہے مدنی الطبع ہونے کا اور یہ معاشرتی اجتماع اور نظم اس وقت تک قائم رہے گا جب تک معاملات عدل پر چلتے رہیں۔ لیکن اللہ تعالی نے انسان کے اندر خواہشات بھی رکھی ہیں کہ وہ پسند کی چیز کو خواہش کے مطابق حاصل کرے اور کسی کو مزاحم نہ ہونے دے وہ مزاحمت پر غضبناک ہوتا ہے اور ظلم کرتا ہے۔ اب عدل اور اس کی جزئیات کیسے قائم ہوگی اس کے لیے قوانین سنت اور شرع کی ضرورت ہے۔ پھر اگر سنت اور شرع میں جھگڑا ہو تو ہرج واقع ہوگا لہذا لازمی ہے کہ شارع استحقاق اطاعت میں عوام سے ممتاز ہو تاکہ لوگ قبول سنت و شرع میں اس کی اطاعت کریں اور یہ استحقاق اسی وقت متعین ہوگا جب کہ وہ ایسی نشانیوں کے ساتھ متصف ہو جو اس پر دلالت کریں کہ وہ اللہ تعالی کا نبی ہے اور لوگ اس کی اطاعت پر مجبور ہو نیز مطیع و نافرمان کے لیے ثواب اور خوف کے تناظر میں اطاعت اور ترک معصیت پر آمادہ کرے یہ شریعت اور بعثت کی اہم حکمت ہے۔

---

44 شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 28

45 شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 28

دوم اسی وجہ سے صاحب شرع اور بدلہ دینے والے کی عبادات شروع کی گئیں اور تکرار عبادات اس لیے رکھا گیا تاکہ صاحب شرح کا تذکرہ مستحکم ہو انبیاء صاحب شرع کی معرفت کا درس دیں خالق اور مالک پر ایمان کی اور سنت کی پیروی کی دعوت دے جس کی لوگوں کے اپنے معاملات کے حل میں ضرورت ہے تاکہ اس دعوت کے ذریعے وہ عدل قائم ہو جو کہ امور کے نظام کو درست کر دے حضرت شیخ فرماتے ہیں سنت کا استعمال تین امور میں نافع ہے۔

**(وتلك السنة استعمالها نافع امورثلاثة القوى النفسانية بمنعها عن معانقة الشهرة والغضب المانعة من توجهه النفس الناطقه الى جناب القدس الثاني ادلته النظرق الأمورالعالية المقدسة من العوارض المادية والكدورات الحسية المودية إلى ملاحظة الملكوت الثالث تذكر انذارات الشارع ووعدة للحسن ووعيده للمسئ المتلزمة لا قائمة العدل في الدنيا مع زيادة الاجروالثواب في الآخرة)** [46]

سنت کا ااستعمال تین امور میں نافع ہے۔ نفسانی قوت کو شہوت اور غضب جو کہ جناب اقدس کی طرف نفس ناطقہ کو جانے سے روکتے ہیں ان سے بچانا۔ دوم امور عالیہ میں غور وفکر کرنا جو کہ مادی عوارض اور حسی کدورتوں سے پاک ہیں اور ملکوت کی طرف پہنچاتے ہیں۔ سوم النذرات شارع نیک اور بدلوگوں کو وعدہ اور وعید کی یاد دلا کر اور آخرت کے اجر وثواب کے تناظر میں دنیا کے عدل کو قائم کرنا۔"

**معتزلہ کا موقف:**

حضرت شیخ لکھتے ہیں کہ

**( ان التكليف واجب عقلا لانه زاحرعن ارتكاب القبائح، والزجرعن القبائح واجب**[47]**)"**

کہ تکلیف عقلاواجب ہے اس لئے کہ یہ قبائح کے ارتکاب سے روکنے والی ہے، اور قبائح سے روکناواجب ہے۔"

معتزلہ کے موقفات خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان لذات اور شہوات میں کھو جاتا ہے پھر جب اسے شریعت کے ذریعہ ان کے حرام ہونے کا علم ہوتا ہے تو وہ رک جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اس باب میں تکلیف کی پانچ وجوہات کا ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی تکلیف کے متعلق وارد ہونے والے اعتراضات بھی بیان کر کے ان کا جواب دیا گیا ہے۔ جن میں چند اہم اعتراضات اور جوابات کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

**اعتراض:**

جملہ اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ عقل میں بعثت کی طرف سے کفایت ہے لہذا بعثت کا فائدہ کوئی نہیں۔ عقل جس چیز کے حسن کا فیصلہ کرے اس پر عمل اور جس چیز کے برے ہونے کا فیصلہ کرے اسے چھوڑ دیا جائے۔ اور جس کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ نہ کرے اس پر ضرورت کے وقت عمل کیا جائے۔

---

[46] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 29

[47] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 30

**جواب:**

عقل کا حسن اور قبح کے متعلق حکم تسلیم کرتے ہوئے جواب یہ ہے کہ عقل نے بھی انہی امور کو حسن اور قبح کے مراتب دیے ہیں جن کو شرع نے جو بعثت سے مستفاد ہے تفصیل بیان کی ہے اور شرع نے ان چیزوں کا حکم بھی بیان کر دیا جن میں عقل کچھ کام نہیں کرتی مثلا وظائف وعبادات تعین حدود ومقادیر نافع اور ضار افعال کی تعلیم۔ نبی کی مثال اس طبیب حاذق کی ہے جو لوگوں کی طبائع دواؤں کے اور ان کے خواص جانتا ہے۔[48]

**جادو اور معجزہ کے عدم التباس کو واضح کرنا:**

اس طرح حضرت مسیح ایک اعتراض کے جواب کے ضمن میں جادو اور معجزہ کے عدم التباس کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بظاہر اگرچہ دونوں خارق عادت ہوتے ہیں لیکن اگر جادو حد اعجاز کو نہ پہنچے جیسا کہ سمندر کا پھٹنا، مردے کا زندہ ہونا، برص کے مریض کا ٹھیک ہونا پھر تو فرق اور عدم التباس ظاہر ہے اور اگر جادو حد اعجاز کو پہنچے تب بھی جادو اور معجزہ کا التباس نہیں ہو گا اس لیے کہ جادو یا تو بغیر دعوی نبوت اور تحدی کے ہو گا تب بھی فرق ظاہر ہے۔ اور اگر جادو کے پیچھے بھی دعوی ہو تو پھر دو ہی صورتیں ہیں یا تو اللہ تعالی اسے ایسے شخص کے ہاتھ پہ ظاہر ہی نہیں کرے گا یا اس کے علاوہ کوئی اور شخص اس کے معارضہ پر قادر نہ ہو۔

(والا کان تصدقا للکاذب وهو محال علی الله تعالی لکونه کذبا[49]) "

ورنہ کاذب کی تصدیق ہو گئی اور یہ کذب ہونے کی وجہ سے اللہ کے دربار سے کاذب کی تصدیق محال ہے۔

**اعتراض:**

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ معجزہ کے حصول کا علم اس شخص کیلئے جس نے اس کا مشاہدہ نہ کیا ہو اس کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اور وہ علم کا فائدہ نہیں دیتا بس کسی کی نبوت کا اعلان اس شخص کو نہیں ہو سکتا جس نے اس کے موجودہ کا مشاہدہ نہ کیا ہو اور تواتر علم کا فائدہ نہیں دیتا اس لئے کہ اہل تواتر کل میں سے ہر ایک پر کذب کا احتمال ہے۔

**جواب:**

یہ ہے کہ کل کا اس حیثیت سے کہ وہ کل ہے فرد کے برابر ہو تا تسلیم نہیں اس لیے کہ دس آدمی مل کر ایک ایسی چیز کو ہلا سکتے ہیں جسے فرد واحد نہیں ہلا سکتا۔

**اعتراض:**

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ ہم نے شریعتوں کی اتباع کی معلوم ہوا کہ ان میں بہت سے امور ایسے ہیں جو عقل اور حکمت کے بر خلاف ہیں مثلا ذبائح کا مباح ہونا، بھوک پیاس سے روکنے کی تکلیف، افعال شاقہ کی مشقت، بعض جگہوں کا قابل احترام ہونا کے زیارت اور قیام وہاں کیا جائے جبکہ ان کی وجہ امتیاز کوئی نہیں، پتھر کو بوسہ دینا، آزاد حسیناؤں کو دیکھنا حرام اور لونڈیوں جو کہ حسین ہوں دیکھنا جائز ہونا وغیرہ؟

[48] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 31-30

[49] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 32

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

**جواب:**

اس کے تین جواب حضرت شیخ نے دیے ہیں ایک یہ کہ ان تمام مذکورہ صورتوں میں حکمتیں ضرور ہیں ہماری عدم واقفیت کی بنا پر یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں موجود حکمتوں اور مصلحتوں سے انکار کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ بعض چیزوں کا اللہ حکم دے کر مصلحتوں کا علم اپنے پاس ہی رکھتے ہیں۔ تیسرا یہ ہے جس طرح حس کی قوت تمیز عقل کے مدرکات کے ادراک سے عاجز ہے اسی طرح عقل بھی وحی کے مدرکات کے ادراک سے عاجز ہے۔

لکھتے ہیں کہ

**(ان وراء العقل طور آخر ينفتح فيه عين أخرى بيعربها الغيب وما سيكون و امور اخرى العقل معزول عنها )**[50]

عقل کے ماسوا ایک عورت رجا ہے جس میں ایک ایسی آنکھ کھل جاتی ہے جس سے غیب کی اور مستقبل میں ہونے والے اور ان دوسرے امور کو دیکھ لیتا ہے جن سے عقل معزول ہے۔"

**مسلک ثانی: خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کے اثبات میں"**

نبوت وحی اور معجزات کو عقل کی نگاہ میں پرکھنے والوں سے حضرت شیخ مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ بہت سے امور کے خواص ایسے ہیں کہ عقل ان کے قریب سے نہ پھٹکے بلکہ عقل ان کی تکذیب کرے اور محال جائے ہم ان امور کے وجود پر دلیل قائم کرنا چاہتے ہیں کہ افیون ایک دانگ کے بقدر زہر قاتل ہے اپنی برودت کی بنا پر خون کو منجمد کر دیتی ہے طبیعات کے ماہر یہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ مٹی اور پانی کا مرکب ہے اور ان دونوں میں چونکہ بیرودت ہے اس لیے افیون بھی جسم میں برودت پیدا کر کے رگوں کو جام کر دیتی ہے اس بات کی جس نے اس کا تجربہ نہ کیا ہو خبر دی جائے تو وہ اس بنیاد پر انکار کرے گا کہ اس مٹی اور پانی میں ناریت اور ہوائیت بھی ہے تو پھر ان میں تبرید میں اضافہ کا سبب کوئی نہیں ہو گا جب ان میں دو چار چیزیں ملا دی جائیں تو بطریق کوئی ان کا انکار نہیں بنا طبیعت اور الہیات کے متعلق فلاسفہ کے اکثر دلیلیں اسی قبیل سے ہیں جس کو انہوں نے پایا اور سمجھا اسے مان لیا اور جس چیز کو نہیں سمجھ سکے اس کا انکار کر دیا ایسے ہیں جو شخص بچے خواب نہیں دیکھ پایا وہ اسی بنیاد پر انکار کرے گا کہ جو اس کی طاقت کے زوال کے بعد غیب کا ادراک کیسے ممکن ہے؟ ایسے ہی اگر کسی سے پوچھا جائے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک چھوٹی سی چیز شہر میں رکھ کر سارے شہر کو تباہ وبرباد کیا جا سکتا ؟ تو وہ انکار کر دے گا حالا کہ کے تھوڑی سی آگ پورے شہر کو بھسم کر سکتی؟ اور انکار وہی کرے گا جس کو آگ کے نتائج کا علم نہ ہوا کثر شرائع اور احکام اور عجائب آخرت کا انکار اسی قبیل سے ہے۔[51]

**( فنقول للطبيعي قد اصطرات الى ان تقول في الافيون خاصية في التبريد ليس على قياس المعقول يا الطبيعة فلم لا يجوز أن تكون في الأوضاع الشرعية من الخواص فى مداومة القلوب وتصفيتها ما لا يدرك بالحكمة العقليه بل لا يبصر ذالك الابعين النبوة)**[52]

---

[50] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 32

[51] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 41-40

[52] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 41

لہذا جب تم افیون کے معاملے پر یہ کہو یہ مجبور ہو کر افیون کی خاصیت تبرید قیاس پر مبنی نہیں ہے تو پھر اس بات کو کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ شریعت کے احکام میں ایسے اوصاف اور خاصیتیں ہیں۔ جن کا ادراک حکمت عقل سے کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ صرف نبوت کی آنکھ سے دیکھے جاسکتے ہیں۔"

عقل سے ماوراسے عجائبات اور اشیاء کے خواص ہیں جنہیں صرف نبوت کی آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے ایک طرف محض عقل کی بنیاد پر وحی معجزات اور نبوت کا انکار کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف محض تجربے کی بنا پر لوگ چیزوں کے ایسے خواص کا انکار کرتے ہیں جو خوں اس سے بھی زیادہ عجیب ہوتے ہیں جو ایک مخصوص شکل میں لکھاجانے والا تعویز جو خانوں پر مشتمل ہو مخصوص اعداد لکھے جائیں حاملہ عورت اپنے قدموں کے نیچے رکھ کر اسے دیکھتی رہے تو وضع حمل میں آسانی ہو گی افسوس اس عقل پر جو عداد کے مخصوص انداز میں لکھنے کے اثرات کو تسلیم کرتی ؟ مگر اللہ تعالی کے مقرر کردہ نماز کے رکعات فجر کی دو ظہر کی چار مغرب کی تین کے خواص اور اثرات تسلیم نہیں کرتے اور غیر معقول کہہ کر رد کر دیتے ہیں ایسے تعجب ہے ان پر جو علم نجوم کے ماہرین کی محض عبارات پر یقین کرتے ہیں طلوع اور غروب کے مطابق کیلنڈر بناتے ہیں اور محض ساعت پر یقین کرتے ہوئے اوقات کو مؤثر سمجھتے ہیں یہاں تک کہ اس بات کو بھی مجبوراتسلیم کرتے ہیں کہ سورج اگر وسط میں ہو اور عورت نئے کپڑے پہن کر اس کی طرف دیکھ لے تو انہی کپڑوں میں اس کی موت واقع ہو جائے گی۔[53]

(فليت شعرى من يسع عقله بقبول هذه البدائع ويضطر إلى الاعتراف بأنها خواص معرفتها معجزة بعض الانبياء كيف ينكر مثل ذالك فيما يسمعه من قول النبي صادق مريد با المعجزات لم يعرف قط باالكذب ولم لا يسع الامكان لهذه الخواص في اعداد الركعات ورمي الجمار وعدد اركان الحج وسائر تعبدات الشراع)[54]

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی عقلیں ان عجیب باتوں کو قبول کرتی ہیں اور وہ اس کے اعتراف پر مجبور ہیں کہ یہ ایسے خواص ہیں جن کا علم بعض انبیاء کا معجزہ ہے تو پھر اس قسم کی باتوں کا انکار کس طرح کر سکتے ہیں جو نبی صادق سے سنی ہو اور ان کی تائید معجزات کے ذریعے کی گئی ہے اور ان کا کذب کبھی معلوم نہیں ہوا اور پھر رکعات کی تعداد حج کے ارکان اور تمام شرعی عبادات میں اثرات کیوں نہیں ہوسکتے ؟"

اگر کوئی یہ کہے میں نجوم اور طب کے مجربات کو اس لیے مانتا ہوں کہ ان کا صحیح ہونا تجربے سے جان گیا جبکہ احکام شرعیہ کا میں نے تجربہ ہی نہیں کیا تو میں کس طرح ان کا اقرار کرلو ؟جواب یہ ہے کہ تم صرف ان امور پر اکتفانہیں کرتے جن کا تجربہ کیا۔ بلکہ تم نے تجربہ کاروں کی خبریں سنی ہیں اور ان کی تقلید کی ہے تمام اولیااللہ کے اقوال سنو جنہوں نے احکام شرعیہ کا تجربہ کیا ہے تم اولیاء کا راستہ اختیار کرو تم بھی ان کا مشاہدوں کا ادراک حاصل کر لو گے عقلی جواب دوم کے ایک طبیب کا بچہ مریض ہو اور باپ اس کے لیے کوئی دوا تو تجویز کرے جبکہ بچہ بچپن سے باپ کو طبیب دیکھتا اور سنتا آیا ہے

[53] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 44-42

[54] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 44

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

باپ کی تجویز کردہ دوائی کو استعمال کرنا عقل کا تقاضا ہے اگرچہ وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ اس دوا کو اس لیے استعمال کرنے سے انکار کر دے کہ اس نے اس کا تجربہ نہیں کیا ہے تو سب اسے بے وقوف کہیں گے جس طرح باپ کی شفقت قرائن و احوال مصادر اور موارد سے معلوم کر کے اس کے علم طب کے ماہر ہونے میں بغیر کسی تردد کے یقین کر لیا جاتا اسی طرح پیغمبر خدا کی امت پر شفقت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلق خدا کی تہذیب اور اخلاق کو اپنی نرمی سے بدل کر اصلاح فرمائی تو اس سے معلوم ہوا جس طرح باپ کی شفقت کی بنا پر تجویز کردہ دوائی کے استعمال سے انکار بے وقوفی ہے اس طرح رحمتہ اللعالمین روف رحیم پیغمبر ﷺ کے وضع کردہ احکام سے انکار بھی بے وقوفی ہے جس طرح امام شافعی کا فقیہ ہونا جالینوس کا طبیب ہونا ان کی کتب اور علوم سے معلوم ہوا اسی طرح جو کسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسکے علم یا مشاہدہ یا تواتر کے ذریعے ایک دوسرے سے سن کر معلوم کرے۔[55]

**وجود اثبات النبوۃ:**

اس عنوان کے تحت حضرت مجدد الف ثانی نے چند ایسی دلیلوں کا ذکر فرمایا ہے جو نبوت محمدیہ کے اثبات کے لئے واضح براہین ہیں وجہ اول یہ آپ ﷺ نے دعوی نبوت کیا اور آپ کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر ہوا یہ معجزہ کا ظہور اسی فعل متواتر ہے جس کے مشاہدہ کا انکار محال ہے دوسری بات یہ ہے کہ قرآن معجزہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے ذریعے تحدی بھی کی ہے اور مقابل کوئی نہ آیا اور تحدی بالقرآن بھی متواتر ہے جس میں کوئی شبہ باقی نہیں اور قرآن میں آیات تحدی بے شمار ہیں۔

اور اس قرآن کے دعوی کو باطل کرنے والی چیز کے اشاعت کے مشہور حریص بھی تھے حمیت اور عصبیت میں بھی لاثانی تھے مباحات میں بھی سبقت کی خاطر قتل و غارت میں بھی گریز نہ کرتے تھے لیکن اس کے باوجود قرآن کی ایک سورت کا مقابلہ نہ کر سکے حتی کہ حروف سے مقابلہ کے بجائے تلواروں سے مقابلے پر اتر آئے۔

**سوال:** ہو سکتا ہے معارضہ کیا ہو ہم تک نہ پہنچا ہو؟[56]

جواب یہ ہے کہ جس معارضہ کہ دواعی کثیر ہو اسے کوئی چھپا نہیں سکتا جیسے ایک خطیب کا نمبر پر قتل ہو تو اسے نقل کو روکنا ممکن ہے۔

**سوال:** ضروری نہیں کے جس چیز تحدی کی جائے اور اس کا معارضہ نہ ہو تو وہ معجزہ ہے؟[57]

جواب اس کی تفصیل معجزہ کی شرائط میں بیان کر دی گئی ہے تحدی معجزہ کی شرائط میں نہیں ہے عند الجمہور۔

**سوال:** ممکن ہے تحدی کی گئی ہو مگر ہم تک نہ پہنچی ہو؟[58]

---

[55] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 45-44

[56] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 45

[57] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 45

[58] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 45

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یا مدعی کی ہمنوائی کی خاطر اس لیے تحدی کے عارضے کو ترک کر دیا کہ دولت حاصل کر سکیں؟ یا لوگوں نے پہلے اسے معمولی سمجھا ہو اور بعد میں شدت شوکت تبعین کی کثرت کی وجہ سے خائف ہو گئے ہوں؟

**سوال:** ممکن اصحاب محمد ﷺ نے غلبہ کے وقت اس کو چھپا دیا ہو آثار مٹا دیئے ہوں؟ یہ سوال کے تحدی کے معارضہ کو اول معمولی اور پھر خائف ہو کر رک گئے ہوں۔[59]

جواب یہ ہے کہ یہ ضرورت عادیہ ہے کے لوگ اس چیز کے مقابلے کے لئے سبقت کریں جو کسی ایسے عمل کا دعوی کریں جس میں اسے اصل عصر برتری حاصل ہو اور دو لوگوں سے پیروی کرنے کو کہے کوئی یہ کہے کہ ہو سکتا ہے وہ متوجہ الی العارضہ نہ ہوئے ہوں؟ نفس چیز پر قدرت رکھتا ہو اس لیے اسے روک دینا خارق عادت بات ہے یعنی قدرت کے باوجود معارضہ سے رک جانا عادت کے خلاف ہے۔

اسی طرح اگر معارضہ کیا گیا ہو تو عادت سے مخفی رکھنا محال ہے اور مدعی کے اصحاب کی طرف سے غالب آنے پر اخفا ہو سکتا ہے سب سے اہم بات اور جواب جو حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ایک مقام پر دیا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کی تحدی تا قیامت ہے قیامت تک اگر کوئی اس کا معارضہ کر سکتا ہے تو دو کر کے دکھادے یہ چیلنج میں حیض وقتی اور کسی قوم کے اور زمانہ کے ساتھ خاص نہیں ہے ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے ہے۔[60]

**وجوہ اعجاز القرآن:**

متکلمین وجود اعجاز قرآن میں مختلف وجوہات باالاختلاف بیان کرتے ہیں جن کا حضرت فقیل و قال سے ذکر کرتے ہیں۔

**فقیل:**

(هو ما اشتمل عليه من النظم الغريب والاسلوب العجيب المخالف لنظم العرب و تارهم في او ائل السور والقصص و اواخرها[61]) "

وہ نظم غریب اور اسلوب عجیب پر مشتمل ہے جو کہ عرب کے نظم و نثر کے مخالف ہے جو کہ سورتوں اور قصص کی ابتدا میں اور ان کے آخر میں ہیں۔"

**و قال:**

(أهل العربية والجاحظ من المعتزلة فى الدرجة العالية من البلاغة التي لم يعهد مثلها فى تراكيبهم وتعاصر منها درجات بلاغتهم فمن كان اعراف با العربية وفنون بلاغتها كان اعرف با العجازالقرآن)[62]

[59] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 46

[60] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 47

[61] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 48

[62] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 48

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اہل عرب اور جاحظ کہتے ہیں کہ قرآن کا بلاغت کے اعلی درجے پر ہونا ان تراکیب کی بنا پر ہے جن کی مثال ان کی تراکیب میں نہیں ملتی اور انکی بلاغت کے درجات اس سے قاصر ہیں چنانچہ جو شخص عربیت اور فنون وبلاغت سے واقف ہو گا وہ اعجاز قرآن کو جان لے گا۔[63]"

**وقیل:**

**(هو اخباره عن الغيب نحووهم من بعد عليهم سيغلبون في بضع سنين الخير من غلبة الروم على الفرس فيها بين الثلث الى التسع وقد وقع[64])** "

بعض کے نزدیک غیب کے متعلق خبر دیناوجہ اعجاز ہے جیسے (اور وہ ان لوگوں کے غلبہ کے بعد چند سالوں میں غالب آجائیں گے )اس میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ رومی ایرانیوں پر تین سے لے کر نو سال تک کی مدت میں غالب آجائیں گے۔"

**وقیل:**

**( وجه الاعجاز عدم اختلافه وتناقضه مع ما فيه من الطول والامتداد )**[65]

بعض کے نزدیک اعجاز کی وجہ اس میں اختلاف اور تناقض کا نہ ہوناہے کیونکہ اس میں طول اور امتداد ہے۔"

**وقیل:**

**(اعجاز با العرفة على معنى ان العرب كانت قادرة على كلام مثل القرآن قبل البعثة لكن الله صرفهم عن المعارضة)**[66]

اس کا اعجاز صرفہ کی بنا پر ہے یعنی عرب بعثت سے پہلے قرآن کی مثل کلام پیش کرنے پر قادر تھے لیکن اللہ تعالی نے ان کو اس کے معارضہ سے روک دیا۔"

**خلاصہ**

اسلامی عقیدۂ نبوت ایک ایسا بنیادی ستون ہے جو انسان کی فکری رہنمائی، روحانی بالیدگی، اور اخلاقی اصلاح کا محور و مرکز ہے۔ یہ تصور نہ صرف وحی الٰہی پر ایمان کا تقاضا کرتا ہے بلکہ عقل، تاریخ اور انسانی شعور بھی اس کی تصدیق میں ہم آواز نظر آتے ہیں۔ بدلتے فکری مناظر، فلسفیانہ شکوک اور جدید اعتراضات کے درمیان جہاں عقل حیرت زدہ ہو جاتی ہے، وہیں اسلامی علمانے اپنے علم و حکمت کے ذریعے نبوت کے تصور کا مضبوط دفاع پیش کیا۔ انہی علمی کوششوں میں شیخ احمد سرہندیؒ کا رسالہ *اثبات النبوۃ* نمایاں حیثیت رکھتا ہے، جس میں انہوں نے معاصر فلسفیانہ اعتراضات کا جواب عقل و نقل کے امتزاج سے دیا۔

---

[63] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 48

[64] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 49

[65] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 49

[66] شیخ احمد فاروقی سرہندی، اثبات النبوۃ: صفحہ 49

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس مقالے میں اس رسالے کے مرکزی مباحث، اسلوبِ استدلال، اور علمی ساخت کو تجزیاتی انداز میں پرکھا گیا ہے۔ تحقیق سے واضح ہوا کہ شیخ مجدد الف ثانیؒ نے نہ صرف روحانی تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا بلکہ عقلیات، علم الکلام، اور دینی فکر میں بھی مؤثر علمی بنیاد فراہم کی۔ ان کا اسلوب مخاطب کے فکری پس منظر کو مدنظر رکھتے ہوئے عقلی دلائل کے ساتھ ساتھ ایمانی حقائق کو مدلل انداز میں پیش کرتا ہے، جو آج کے علمی منظرنامے میں بھی رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

یہ مطالعہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ عقیدۂ نبوت صرف مذہبی ایمان کا موضوع نہیں بلکہ ایک فکری و فلسفیانہ حقیقت بھی ہے، جسے ہر دور میں اہل علم نے عصرِ حاضر کے تناظر میں زندہ رکھا۔ اس تحقیقی سفر کا مقصد محض تاریخی مطالعہ نہیں بلکہ موجودہ علمی ماحول میں اس موضوع کو نئی جہتوں کے ساتھ سمجھنا اور پیش کرنا بھی ہے۔